Paigham Sulh, 14 January 1917
www.abdulhaq.info/articles/hinduism

تخلیق کائنات اور وید

لیکچر مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی

جو برموقعہ جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت
اسلام کا ہوا۔ ایک دن شنبہ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء
کو پڑھا گیا۔

تشہد۔ تعوذ۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا الذی لہ ملک السموات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا۔ جو معدن ہے تمام فیوض کا اور سرچشمہ ہے تمام علوم کا جو جامع ہے جمیع صفات کاملہ کا اور منبع ہے کل حسنات اور برکات نافعہ کا۔ جس نے فرقان اپنے بندہ پر حق و باطل کفر و اسلام اور ظلمت و نور میں فرق ظاہر کرنے کے لئے نازل کیا۔ تاکہ وہ اس کے ساتھ تمام دنیا و جہان کو حق کی مخالفت اور ظلمت و ہلاکت کی راہوں سے ڈرانیوالا ہو۔ وہ جس کے قبضہ قدرت میں ملکیت ہے آسمانوں کی اور زمین کی نہ تو اس نے کوئی ولد پکڑا ہے۔ اور نہ کوئی اس کے ساتھ شریک فی الملک ہے اس لئے کہ اس نے تو ہر شے کو پیدا کیا ہے اور پھر اس کے لئے ایک قانون مقرر کیا ہے سورۃ فرقان کی اس آیۃ مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے ہر قسم اقسام شرک کی جو دنیا کے مختلف مذاہب میں پائے جاتے ہیں احسن طور پر تردید کر دی۔ نہ تو پارسی نقطۂ خیال کی طرح یزدان اور اہرمن شریک فی الملک خدا ہیں اور نہ مسیحی اعتقاد کہ مسیح اقنوم ذات میں سے ہے درست ہے۔ اور اس کا شریک کوئی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس نے ہر شے کو خواہ مادہ ہو یا غیر مادہ خلق کیا ہے۔ اور کائنات کے پیدا ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ ہر شے قانون کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے۔ کوئی محدود اور مقید شے بغیر حد اور قید میں لانیوالے کے نہیں ہو سکتی جب تم نظام قدرت کو دیکھتے ہو تو کہتے ہو کہ اس کا کوئی منتظم اور ترتیب دینے والا ہونا چاہئے۔ کہ جسکے قوانین اور احکام ان اشیاء کو اپنی اپنی حد اور قید سے آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ تو مادہ اور روح جو اپنی اپنی صفات اور خواص کے اندر محدود اور مقید ہیں اور اپنی اپنی حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔ کیوں کسی مشاطۂ قدرت کے زیب و زینت دادہ نہیں جب تم خود تسلیم کرتے ہو کہ محدود الزمان چیز حادث یعنی پیدا شدہ ہوتی ہے۔ کوئی ہے۔ جس نے اس کو زمانے کی قید میں مقید کر دیا تو محدود الصفات چیز کیوں پیدا شدہ نہیں کیا وہ اپنی صفات کے احاطہ میں خود بخود مقید ہو گئی۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ محدود الصفات اشیاء کا کوئی محدد نہیں۔ بلکہ وہ ازل سے خود بخود محدود الصفات ہیں تو خدا تعالےٰ کو بھی اپنی قدرت کے اظہار میں نہ صرف محدود بلکہ ان محدود الصفات اشیاء کے تحت تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ کوئی ایسا فعل جو ان اشیاء کے خواص سے متعلق نہ ہو اس سے سرزد نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ محدود الصفات اشیاء باہم خواہ کسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ ملاؤ نتیجہ محدود نکلیگا۔ اس لئے کہ محدود اعداد کے ساتھ ضرب دینے سے نتیجہ محدود نکلا کرتا ہے۔ نہ لامحدود۔ اور اگر ایشور اپنی لامحدود صفات کے اظہار کے لئے روح اور مادہ کو جو محدود الصفات ہیں ذریعہ بنانا چاہے۔ تو اسے اس شوخ و شنگ استری کے بروقت جواب دے دینے سے سخت ندامت اٹھانی پڑیگی۔ اور اس بھاگوان کا یہ جواب بڑا ہی معقول جواب ہوگا۔ کہ تم مجھ سے وہ کام لینا چاہتے ہو۔ جس کی اہلیت مجھ میں ازل سے نہیں۔ مانا کہ تم بڑے بلوان اور لامحدود طاقت والے ہو۔ مگر آخر چادر دیکھکر پاؤں پسارنے چاہئے۔ اب اس کے لئے سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں کیونکہ بیاہتا ایسی استری ہے جس سے اس کا نکاح ازل سے ابد تک کے لئے ہو گیا ہے نہ تو اس کے سبھاؤ گن یعنی فطری خواص میں کوئی تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کو فنا کر کے اور بنا سکتا ہے۔ مذاہب عالم میں سے کسی مذہب کی حقیقی تعلیم نے روح و مادہ کو ازلی قرار نہیں دیا۔ کل مذاہب عالم کا اس امر پر متفق ہونا اس کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ کسی غلط اور نادرست مسئلہ پر کل مذہبی دنیا کا متفق ہو جانا عقل کے نزدیک محال عادی ہے اس لئے کہ تمام انسانی علوم کی مستحکم بنیاد استقراء کے سوا کچھ نہیں۔ عزیزو۔ ہم کسی صداقت یا حقیقت کو پیدا نہیں کرتے ہیں اس لئے اور صرف اس لئے کہ اس کی صداقت کی ہمارے پاس اس قدر قطعی شہادتیں ہو جاتی ہیں۔ کہ ان سب کا غلط ہونا عقل قبول نہیں کرتی۔ مذاہب عالم کے اس اتحاد عظیم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہندوؤں کی ایک قلیل التعداد جماعت نے یوروپین فلسفہ سے مرعوب ہو کر اپنے پرانے مذہبی ڈھانچے کو مزعومہ سائنس جدیدہ کے گوشت و پوست سے منڈھ دینے کی بے فائدہ کوشش کی ہے۔ مگر ؎

ہم نے قندیل سخن کو منڈھ لیا تو کیا ہوا
ڈھانچے ہیں تو ہیں وہی اگلے برس کی تیلیاں

کہا جاتا ہے کہ وید میں پرکرتی کو انادی کہا ہے اول تو یہ لفظ پرکرتی جسکے معنے تم مادہ عالم کرتے ہو۔ یوگک شبد ہے ہی نہیں۔ یعنی یہ ایک ایسا لفظ ہے جو وید میں نہیں آیا۔ آہ کسقدر شور مچایا جاتا ہے کہ پرکرتی اور جیو آتما انادی ہیں لیکن دونوں لفظ وید میں موجود نہیں۔ ہم نے اس لفظ پرکرتی کی ترکیب پر غور کیا تو یہ لفظ پر اپ سرگ اور لفظ کرت دو لفظوں سے مرکب نظر آیا۔ پر کے معنے پہلا یا اولین اور کرت کے معنے کیا ہوا یا معلول دونوں کو ملا کر معنے ہوئے۔ معلول اول یعنی سب سے پہلا کیا ہوا۔ اب جو شے معلول ہے وہ بغیر علت کے کیسے ہو سکتی ہے تو ثابت یہ ہوا کہ لفظ پرکرتی کے اندر اسکے ازلی ہونے کی تردید موجود ہے۔ اس لحاظ سے اول تو پرکرتی کو انادی کہنا۔ یعنی جو شے معلول ہے اسکو ازلی کہنا غلط۔ اور بالفرض اگر اسکو انادی کہہ بھی دیا جائے۔ تو لفظ انادی پرکرتی کے سوا کسی اور چیز کے ازلی ہونے کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ انادی کے معنے ہیں کہ جس کے پہلے کوئی چیز نہ ہو۔ جو نابعد ہو۔ اور درحقیقت یہ لفظ عربی ہے جو ند سے نکلا ہے جس کے معنے شریک کے ہیں انادی جس کی کسی صفت میں کوئی شریک نہ ہو۔ مگر سنسکرت میں یہ لفظ شرکت ثانی کی تردید کے لئے خاص ہو گیا ہے اور اسی لئے دیانند جی نے اس کو ایشور کا نام قرار دیا ہے۔ اگر پرکرتی کو انادی کہا جائے۔ تو ایشور اور روح دونوں کے انادی ہونے کی تردید ہو جاتی ہے۔ اور ایشور کو انادی کہا جائے۔ تو روح اور مادہ کی ازلیت اڑ جاتی ہے۔ اور اگر اس سے بھی قطع نظر کر لی جائے۔ تو چونکہ ایشور کا نام انادی ہے تو پرکرتی کو انادی کہنے کے معنے یہ ہوئے کہ پرکرتی یعنی مادہ ایشور ہے نیز بااعتبار سنسکرت میں لفظ خدا کا مترادف سوئمبھو ہے یعنے جو خود بخود ہو۔ یا قائم بالذات ہو۔ تو اگر روح اور مادہ کو بھی قائم بالذات یعنی خدا کا پیدا کردہ نہ مانا جائے تو وہ بھی خود بخود ہونے کے سبب سے سوئمبھو یعنی خدا کہلائینگے۔ تو اس لحاظ سے نہ صرف ایک سوئمبھو بلکہ تین سوئمبھو یعنی تین خدا ہونگے اور اگر اسکو بھی نظر انداز کر دیں۔ تو لفظ پرکرتی جب استری لنگ یعنی صیغہ مؤنث میں آتا ہے۔ تو اس کے معنے ایشور کے بھی ہوتے ہیں تو اس لحاظ سے ایشور ہی انادی ٹھہرا۔ تو غرض یہ ہے کہ اس فقرے کو کہ پرکرتی انادی ہے کسی طرح اس مفہوم کے ساتھ تعلق نہیں جو اس سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قدامت روح اور مادہ تو آریہ سماج کے پہلے ہی اصول کے خلاف ہے کیونکہ آریہ سماج کا پہلا اصول یہ ہے۔ کہ سب ست ودیا اور ست ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں۔ ان سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔ یعنی علوم حقہ۔ اور علوم حقہ سے جن اشیاء کا علم ہوتا ہے۔ ان کی علت اولیٰ خدا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا روح اور مادہ علوم حقہ سے جانے جاتے ہیں یا نہیں۔ اگر جانے جاتے ہیں تو انکی علت اولیٰ پرمیشور ٹھہرا۔ اور وہ اسی علت اولیٰ کے پیدا کردہ ٹھہرے اور اگر علوم حقہ سے روح اور مادہ کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ تو روح اور مادہ کی ہستی ہی نہ رہی کیونکہ ست ودیا سے مراد علم الٰہی ہے۔ اور کوئی ایسی ہستی نہیں۔ جو علم الٰہی میں موجود نہ ہو۔ جو شے علم الٰہی میں موجود نہیں وہ کوئی شے ہی نہیں پس خلاصہ یہ نکلا کہ نہ تو لفظ پرکرتی وید مقدس میں موجود ہے اور نہ اس کا علم خدا کے علم میں موجود ہے۔ آؤ اس بحث کو وید مقدس کے سامنے پیش کریں اور دیکھیں کہ وہ فیصلہ کس کے حق میں دیتا ہے۔ دیکھو! رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ منتر ۶۔

[illegible]

کو ادھا وید کا یہ پروو. چت کت آجاتا کت ادم وسرشٹیہ
اروگ دیوا اسیہ وسرجنین اتھا کو وید یت آببھوو۔

کون یقیناً جانتا ہے۔ اور کون اسکو ظاہر کر سکتا ہے کہ کب وہ پیدا ہوا۔ اور کب سرشٹی پیدا ہوئی۔ دیوتا اس پیدائش سے بعد کے ہیں پھر کون جان سکتا ہے کہ پہلے پہل کب ہوا۔ (منتر ۷)

इयं विसृष्टिर्यत आबभूव यदि वा दधे यदि वा न।
यो अस्याध्यक्षः परमे व्योमन्त्सो अङ्ग वेद
यदि वा न वेद॥

اِیَم وسرشٹیت آببھوو یدی وا ددھے یدی وا نہ۔ یو اسیہ
ادھیکشہ پرم ویومنت سو انگ وید یدی وا نہ وید۔

ترجمہ۔ جس سے یہ سرشٹی پہلے پہل پیدا ہوئی خواہ اس نے پیدا کی یا نہیں کی۔ جس کی آنکھ فضائے اعلیٰ میں اس پر حکمران ہے وہ یقینی طور پر اسے جانتا ہو یا شاید نہ جانتا ہو۔

ان منتروں میں تو وید اور وید کے ایشور نے صاف طور پر تخلیق کائنات سے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ مگر ہمیں ایشور جی کے اس جواب سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اور منتروں کی تلاش کرنی چاہئے۔ تاکہ یہ معمہ حل ہو سکے۔

رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ منتر اول۔ नासदासीन्नो
सदासीत्तदानीं नासीद्रजो नो व्योमा परो यत्।
किमावरीवः कुह कस्य शर्मन्नम्भः किमासीद्गहनं गभीरम्॥

نا سد اسیو ستا سید ایم - اس وقت نہ است تھا اور نہ ست تھا۔ نہ نیستی تھی اور نہ ہستی تھی۔ وید مقدس کے گیت گانے والو سنتے ہو۔ وید بھگوان نے کیا فرمایا قدامت مادہ پر بحث کرتے وقت بڑے بڑے اصول وضع کرنے والو۔ عربی منطق میں فضیلت کے دعویدار غور کرو۔ کیا وید بھگوان کے اس فقرے میں صریح ارتفاع النقیضین نہیں۔ یاد رکھو کہ جس طرح اجتماع الضدین محال ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح ارتفاع النقیضین بھی محال ہوا کرتا ہے۔ پس یہ فقرہ کسی فصیح و بلیغ انسان کا تو کیا معمولی انسان کا بھی نہیں ہو سکتا۔ اب ہم غور کرتے ہیں کہ اس لفظ ست سے کیا مراد ہے۔ ست کے معنے ہست مطلق اور کل سنسکرت لٹریچر میں جب تک کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ اس کے معنے خدا کے ہوتے ہیں اور اس لئے ست ایشور کا نام ہے ست چت اور انند کو ملا کر سچدانند بن جاتا ہے۔ جو ایشور کا مشہور نام ہے۔ یعنی ہستیاں ازلی ہیں کا شور مچانے والو۔ غور کرو یہاں خود ایشور جی کی ہستی بھی معرض خطر میں ہے۔ کیونکہ وید کہتا ہے کہ اس وقت ست نہ تھا۔ آہ تم کہتے ہو کہ ایشور روح اور مادہ تینوں پیدا شدہ نہیں ہیں۔ انشاء اللہ العزیز آج یہ ثابت کروں گا۔ کہ روح و مادہ تو کجا تمہارا ایشور بھی پیدا شدہ ہے۔ وید بھگوان کہتا ہے۔ کہ اس وقت است نہ تھا۔ اور نہ ست تھا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ است کس کو کہتے ہیں ست جب استری لنگ یعنی صیغہ مونث میں استعمال ہوتا ہے۔ تو اس کے معنے جھوٹ موٹ کی چیز چھنال اور کسبی عورت کے ہوتے ہیں اور جب نپنسک لنگ یعنی غیر جاندار کے لئے آتا ہے۔ تو اس کے معنے کائنات کے ہیں محل وقوع کے لحاظ سے یہاں یا تو جھوٹ موٹ کی چیز یا کائنات کے معنے پڑیں گے۔ ہندو نقطۂ خیال سے دونوں معنوں میں مناسبت بھی ہے وہ اس طرح کہ ہندو فلسفہ میں اس دنیا کو جھوٹ موٹ کی دنیا خیال کیا گیا ہے۔ اور انکی اصطلاح میں اسکو جگت متھیا کہتے ہیں یعنے یہ دنیا درحقیقت نیست ہے یہ صرف مایا ہی مایا ہے یعنے دھوکے سے دنیا نظر آ رہی ہے۔ چنانچہ جناب کرشن کی بھگوت گیتا کا بھی خلاصہ یہی ہے تو خلاصہ مطلب یہ نکلا کہ یہ کائنات جو حقیقت میں است ہے اس وقت نہ تھی۔ منتر کے اس ٹکڑے کی اصلی منشا یہ ہو گی کہ (الف) فی الحقیقت است جو اس وقت دھوکے سے نظر

آرہا ہے۔ اس وقت یہ بھی نہ تھا۔

(ب) سَت جو اسوقت فی الحقیقت ست ہے اسوقت یہ بھی نہ تھا۔

نتیجہ - جو کچھ اسوقت ہے وہ اسوقت نہیں تھا۔ اور جو کچھ نہیں۔ وہ اسوقت بھی نہیں تھا۔ پس مادہ اور روح اور ایشور اگر اسوقت ہیں۔ تو اسوقت یقیناً نہیں تھے۔ اور اگر اسوقت بھی نہیں ہیں۔ تو بھی اسوقت نہیں تھے۔ وہو المقصود اور یہی ہم نے ثابت کرنا تھا۔

منتر کا اگلا حصہ ہمارے اس نتیجہ کی تائید مزید کرتا ہے۔

نو سید رجو نوویوما پرو ییت - نہ تو اس وقت مادہ تھا۔ اور نہ جو نہا دیو یا آکاش بزرگ یا ایشور ہے۔ وہ بھی نہ تھا۔ اس ٹکڑے پر بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی صداقت ہے۔ کہ جس پر سوامی دیانند جی جیسا ودوان بھی باوجود تانا تننے کے پردہ نہیں ڈال سکا چنانچہ نہ گوید آدی بھاش بھومکا میں وہ اس کا ترجمہ ان لفظوں میں کرتے ہیں۔ بتسن کال ست پرکرتی آتمکم او یکتم ست سنجیکم یچگت کارنم تدا پی نو اسنا ور تے۔ یعنی اس زمانے میں ست پرکرتی یعنی مادہ جو کائنات کی علت ہے۔ وہ بھی موجود نہ تھا۔ کیا ڈھانپا اور کہاں اور کیا آسام دیتی۔ کیا وہاں پانی تھا۔ بڑا گہرا پانی۔

منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۲۔ منتر ۲۔

देवानां पूर्व्ये युगे ऽसतः सदजायत ॥ २ ॥

دیوانام پوروِیگے ستہ سدجا یت

देवानां युगे प्रथमेऽसतः सदजायत ।
तदाशा अन्वजायन्त तदुत्तानपदस्परि ॥

(۳) دیوانام یگے پرتھمے ستہ سدجا یت۔ تداشا انوجایت تدتان پدسپری۔ دیوتاؤں کے عہد اولین میں ہستی نیستی سے پیدا ہوئی۔ بعد ازاں اقالیم پیدا ہوئیں یہ ذرت میں سے پیدا ہوئیں۔

رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۲۱۔ منتر ۱

हिरण्यगर्भः समवर्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत्
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम

ہرنیہ گربھ سمو تا گرے بھوتسیہ جاتہ پتیریک آسیت سادادھار پرتھوِم دیا مُتے مام کسمئی دیوائے ہوش ودھیم - ہرنیہ گربھ یعنی طلائی انڈا۔ مخلوق کا مالک پہلے پیدا ہوا۔ ایک اکیلا تھا وہ پرتھوی کو اور اس دیوہ پینے آکاش کو دھارن کرتا ہے کس دیوتا کیلئے ہوش ہم دیویں۔

رگوید۔ ور یجروید کا پرش سوکت منتر ۲۔

पुरुष एवेदं सर्वं यद्भूतं यच्च भव्यम् । उतामृतत्वस्येशानो
यदन्नेनातिरोहति ॥

(۲) پرش ایویدم سرودم یدبھوتم یچ بھویم اُتامرت تو سیشانو یدنے نا تیرو ہتی۔

(ترجمہ) ایشور ہی ہے۔ یہ سب جو ہو چکا ہے۔ اور جو ہونیوالا ہے۔ اور جو ان یعنی غلے سے پیدا ہوتا ہے اور امرت کا مالک ہے

तस्माद्विराडजायत विराजो अधि पूरुषः ।
स जातो अत्यरिच्यत पश्चाद्भूमिमथो पुरः ॥

(۵) تتو وراڈ جایت وراجو ادھی پرش سا جاتو ا رچیت پشچات بھومم تھو پرہ

اس پرش یعنی ایشور سے وراٹ پیدا ہوا اور وراٹ سے پرش یعنی جیو یا روح پیدا ہوئی۔ وہ پیدا ہوا۔ روح علیحدہ ہو گیا۔ اس کے بعد زمین اور جسم۔

اگلے منتروں میں اسی طرح جانوروں وغیرہ کی پیدائش کا ذکر ہے۔

यत्पुरुषं व्यदधुः कतिधा व्यकल्पयन् । मुखं किमस्य
कौ बाहू का ऊरू पादा उच्येते ॥

(۱۰) یت پرشم ویدّدھو کتیدھا ویکلپین مکھم کسیہ کو واہو کا اُرو پادا اُچیتے

(ترجمہ) جس پُرش یعنی ایشور کے حصے کئے گئے کتنی طرح پر تقسیم کیا گیا۔ اس کا منہ کیا ہوا۔ اس کے بازو کیا ہوئے اس کی آنکھیں کیا ہوئیں۔ اس کے پاؤں کیا کہلائے۔

(منتر ۱۱)

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद् बाहू राजन्यः कृतः ।
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत ॥

براہمنو اسیہ مکھم آسیت باہو راجنیہ کرتہ اُورو تدسیہ یدویشیہ پدبھیام شُودرو اجایت۔

ترجمہ۔ اس کا منہ برہمن۔ بازو راجا یا کھتری اس کی جو جانگھ ہے وہ ویش یا بنئے اور پاؤں سے شودر پیدا ہوا۔

(منتر ۱۲)

चन्द्रमा मनसो जातश्चक्षोः सूर्यो अजायत । मुखा-
दिन्द्रश्चाग्निश्च प्राणाद्वायुरजायत ॥

چندرما من سو جاتش چاکشو سوریو اجایت مکھاد اندرش چ اگنش چ پرانادوایُر جایت۔

(ترجمہ) چاند اس کے من سے پیدا ہوا۔ آنکھوں سے سورج پیدا ہوا۔ مُکھ سے اندر اور آگ۔ پران یعنی اُس کے سانس سے وایو پیدا ہوئی۔ رگوید کے اس منتر میں اور یجروید کے اسی منتر میں اختلاف ہے۔ یجروید میں کانوں سے آکاش یعنی خلا کے پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ اور رگوید میں نہیں۔ اور رگوید میں مُنہ سے اندر اور اگنی دونو کے پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ مگر یجروید میں صرف آگ کا۔ دونوں جگہ ترتیب میں بھی فرق ہے جو وید میں تحریف کا زبردست ثبوت ہے۔

غرض اس سوکت میں اسی طرح کا ذکر ہے۔ کہ ایشور کے فلاں عضو سے فلاں چیز پیدا ہوئی اور فلاں سے فلاں۔

البتہ انیسواں منتر قابل غور ہے۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

پرجاپتش چرتی گربھے انترجایا مانو بہودھا وجایتے تسیہ یونم پری پشینتی دھیراس تسمنہ ہا تستھر بھوونانی وشوا

ترجمہ۔ پرجاپتی یعنی ایشور پیٹ کے اندر داخل ہوتا ہے نہ پیدا ہونیوالا بہت طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی یونی یعنی بچہ دان کو مستقل مزاج لوگ دیکھتے ہیں۔ اس میں تو یقیناً ٹھہری ہوئی کل کائنات . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

یہ ہے وہ تخلیق کائنات کا معمّہ جو ویدوں میں مکرر سہ کرر بیان کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اتھرووید کے بہت سے منتر اس طرز تخلیق کی تائید میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم مختصر وقت میں اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آؤ اب ہم اس کے خلاف ان منتروں کو بھی دیکھیں کہ جن کو روح و مادہ کی ازلیت کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلا منتر رگوید منڈل اول سوکت ۱۶۴ کا منتر ۲۰ ہے:۔

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं
वृक्षं परि षस्वजाते । तयोरन्यः पिप्पलं
स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभि चाकशीति ॥

دواسپرنا سیجا سکھایا سمانم ورکشم پری شسوجاتے تیورینہ پیپلم سوادوتی انشن انیو ابھی چاکشیتی۔

ترجمہ دو دو پرندے اچھے پروں والے ساتھی۔ ایک جیسے یا اکٹھے (ایک دوسرے کے ساتھ) یا یکساں (ایک سے نام والے) ایک دوسرے کے دوست۔ سمانم ورکشم ایک ہی درخت پر پریشسوجاتے۔ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تیوہ انیہ ان میں سے ایک پپلم پیپل کے درخت کا۔ سوادو (سواد) یعنی ذائقہ اتی۔ چکھ رہا ہے۔ انشن انیو دوسرا نہ کھاتا ہوا چاکشیتی دیکھ رہا ہے۔

سوامی دیانند جی نے جو ترجمہ اس کا ستیارتھ پرکاش میں کیا ہے۔ اور سبقدر پوچ ہے اس منتر کے الفاظ پر دلالات اُسکے متحمل منتر کے الفاظ قطعاً نہیں ہو سکتے نہ تو یہاں روح اور مادہ کی قدامت کا ذکر ہے۔ اور نہ روح اور مادے کے مترادف الفاظ اس میں موجود ہیں۔

ہمارے خیال میں اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ پیپل کے درخت سے مراد ہندوستان ہے۔ کیونکہ راس کماری کی طرف اسکی جڑ ہے۔ اور اوپر کی طرف پنجاب سے لیکر بنگال تک پھیلا ہوا ہے۔ اس درخت پر دو قومیں دو جانور ہیں جو دیکھنے میں بھی ایک جیسی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی دوست بھی ہیں ایک قوم ہمیشہ اس ملک سے فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ یعنی اس آک کا سواد چکھتی رہیگی اور دوسری قوم جھانکتی رہے گی۔

دوسرا منتر یجروید ۴۰ ، ۸ ہے۔ اول تو یجروید کا یہ ادھیائے وید میں داخل ہی نہیں۔ یک اپنشد ہے۔ اور اگر وید کا حصہ اس کو سمجھ بھی لیا جائے تو بھی اس میں روح اور مادہ کے مترادف کوئی لفظ نہیں۔ اس کا لفظی ترجمہ صرف اس قدر ہے (شکرم) سب کا پیدا کرنیوالا۔ (اکایم) جسم سے پاک۔ (اورنم) اس کا رنگ کوئی نہیں۔ (اسناورم) نس ناڑی سے آزاد۔ (شدھم) پاک ہے۔ پوتر ہے۔ (اپاپ ودھم) گناہ سے منزہ (منیشی) دانا ہے۔ (پربھو) سب میں دیاپک (سویمبھو) خود بخود ہے (سہ پریگات) وہ سب جگہ پہنچا ہوا ہے۔ (شاشوتی بھیہ) مخلوق (یتھا تتھیتہ) ٹھیک ٹھیک (ارتھان) پدارتھوں کو (ویدھات) رچتا ہے۔ یا پیدا کرتا ہے۔

پس وید مقدس کے ان تمام منتروں سے ہمارے اس دعوی کی تائید ہوتی ہے۔ کہ پرکرتی اور جیو یعنی روح اور مادہ پیدا شدہ ہیں اور کوئی ایسا منتر آج تک پیش نہیں کیا گیا کہ جس سے انکی قدامت ثابت ہو سکے۔ آخر میں میں اپنے اس دعوے کی تائید میں اس شخص کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ کہ جس کی تعریف میں آریہ سماجی ہمیشہ سے رطب اللسان رہے ہیں۔ بلکہ ہنسراج جی نے آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں اسکو آریہ سماجی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا نام نامی پروفیسر میکسمولر ہے۔ جسکو دیانند جی حسن عقیدت سے موکش مولر لکھا کرتے تھے۔ صاحب موصوف Six Systems of Indian Philosophy نامی کتاب کے صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں:۔

In one half vase I shall tell you what has been taught in thousands of volames Brahma is true the world is false the soul is Brahma & nothing else

میں تمہیں دو لفظوں میں بتا دیتا ہوں۔ جو کچھ ہزارہا کتابوں وید اور اپنشدوں میں کہا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایشور ہی ست مطلق ہے۔ اور کل کائنات نیست ہے۔ روح ہی ایشور ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں۔ بس یہ ہے پروفیسر میکسمولر کے الفاظ میں کل ہندو مقدس لٹریچر کا خلاصہ۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ وید مقدس کی اس ست ودیا پر کون اعتراض کرتا ہے۔ و من اصدق من اللہ قیلا ۔